© rasailojaraid.com

...سے نظر آتے ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ اور امام اسحٰق بن راہویہؒ کے اس ...ل کی تغلیط کرتے ہوئے کہ اس سے مراد حج ہے، یہاں تک کہتے ہیں کہ اس ...ل سے شریعت میں رخنہ اور شگاف پیدا ہو جاتا ہے۔ موصوف کی اصل عبارت یہ ہے۔

قال مالك: سبل الله كثيرة، ولكني لا أعلم خلافاً في أن ...راد بسبيل الله هاهنا الغزو من جملة سبيل الله، إلا ...يؤثر عن أحمد وإسحٰق، فإنهما قالا: إنه الحج، ...ذي يصح عندي من قولهما أن الحج من جملة السبل ...الغزو، لأنه طريق بر، فأعطي منه باسم السبيل، ...ذا يحل عقد الباب، ويخرم قانون الشريعة، وينثر ...لك النظر، وما جاء قط بإعطاء الزكاة في الحج أثر، [97]

معترض کا نقد و نظر چونکہ تحقیقی نہیں، بلکہ سطحی و ہوائی ہے، اس لئے عوام ...کے استعمال کے لئے وہ نہایت دیدہ ہوشیاری کے ساتھ چند ...حضرات کے اقوال اکٹھا کر کے ان کا ایک تانا بانا محض الفاظ کے ذریعہ ...تے ہیں۔ تاکہ کسی نہ کسی طرح ان کے باطل نظریہ کی تائید ہو سکے اور ...لے میں جہاں کہیں سے بھی کوئی بات ملتی ہے، اسے فوراً اُچک لیتے ہیں چنانچہ ...بی کی مذکورہ بالا عبارت کو انہوں نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ ...ہے، یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ سبیل اللہ سے مراد صرف قتال ہے، اس کے علاوہ دوسرا مفہوم مراد لینا قطعاً ... اور بے دینی ہے شگاف پیدا کرتا ہے[1]۔

احکام القرآن، قاضی ابن العربی مالکی (م ۵۴۳ھ) ۲/۹۶۹، دار المعرفۃ بیروت

دیکھیے ماہنامہ الفرقان، اگست ۱۹۸۸ء، ص ۲۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جیسا کہ عرض کیا گیا کسی مسئلے کی تحقیق میں بجائے علمی دلیلوں کے مختلف
مسلک والوں کی تعریف و تنقید کو پیش کرنا علمی اعتبار سے ایک مغالطہ ہے
اور اس کا منطقی نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ غلطی نقطۂ نظر سے "مسلک مخالف" کو صحیح
تسلیم کر رہے ہیں۔ اگر یہی بات ہے تو پھر آپ کو کسی بھی مسئلے میں اپنے مسلک کو
ترک کرکے فلاں اور فلاں کا مسلک اختیار کر لینا چاہئے۔ اور زیر بحث مسئلے
میں کم از کم آپ کو علامہ ابن حزم رح کا مسلک اختیار کرنا پڑے گا جن کی رائے کو
آپ نے ابن العربی کی رائے کے بعد بطور تائید نقل کی ہے۔ تو کیا آپ اس
کے لئے تیار رہیں؟ بے اصولی اور بد دیانتی کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔

بہر حال یہ پوری عبارت قلیلہا تے مضامین کا ایک پشتارہ نظر آتی ہے۔
اور اس میں ہر طرف جھوٹی ہی جھوٹ نظر آتا ہے۔ چنانچہ چند مزید نکات ملاحظہ ہوں۔
اس سلسلے میں پہلی بات یہ کہ اس موقع پر امام احمد اور امام اسحاق صرف دو ہی
افراد کا اختلاف نہیں بلکہ اس اختلاف میں امام محمد اور امام حسن بصری[۹۹] بھی شامل
ہیں۔ اور اس مسلک والوں کو صحابۂ کرام کی بھی تائید و حمایت حاصل ہے جو
"جمہور کی مسلک" والوں کو حاصل نہیں ہے۔ اس اعتبار سے فقہاء کی آدھی
تعداد ایک طرف ہے تو آدھی تعداد (امام مالک، امام ابو یوسف اور امام
شافعی) دوسری طرف، لہٰذا تعداد اور قوت کے اعتبار سے یہ دونوں
مسلک تقریباً برابر برابر ہیں۔

دوسری بات یہ کہ امام احمد بن حنبل رح کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ ان
کے مسلک میں مختلف حدیثوں کے پیش نظر توسیع ہوتی ہے۔ اور کسی مسئلے میں

۹۹۔ دیکھئے بخاری کتاب الزکاۃ ۲/۱۲۶، نیز تفسیر قرطبی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان سے متعدد اقوال مروی ہیں اور ان اقوال کی بنیاد حدیثوں پر ہوتی ہے۔ لہٰذا اس سلسلے میں مروی حدیثوں کو امام احمد بن حنبل ابن العربی سے زیادہ جانتے ہیں۔

تیسری بات جو ایک عجوبہ معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ابن العربی فی سبیل اللہ سے حج لینے والے مسلک پر شدت سے تنقید کرتے ہوئے اس کو شریعت میں ایک شگاف پیدا کرنے والی بات قرار دے رہے ہیں، اور معترض اس کو بڑی تحسین کے ساتھ نقل بھی کر رہے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے اس سلسلے میں مروی حدیثوں کو بھی بہت بڑی حد تک صحیح سمجھتے ہیں یا للعجب! اتنے صریح تناقض کے ساتھ یہ دونوں باتیں بیک وقت صحیح کیسے ہو سکتی ہیں؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ خود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن عمرؓ نے شریعت میں شگاف پیدا کیا، اور اس کا دروازہ کھولا۔ کیا کوئی صحیح الدماغ آدمی کے قلم سے اس قسم کی تحریر نکل سکتی ہے؟ چنانچہ اس سلسلے میں خود معترض ہی کی تحریر ملاحظہ ہو۔

○ غازیوں کو فی سبیل اللہ کا مصداق قرار دینے کے علاوہ صحابہ و مجتہدین کے یہاں اگر کوئی دوسرا قول ملتا ہے تو یہ غازیوں کے ساتھ ضرورت مند حجاج بھی "فی سبیل اللہ" میں داخل ہیں۔ یہ مسلک صحابۂ کرام میں حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابن عباسؓ کا ہے۔ اور مجتہدین میں امام محمدؒ اور اسحاقؒ کا ہے امام احمد کے دونوں میں ایک جمہور فقہاء کے موافق اور دوسرا ان کے خلاف ہے۔[1]

---

[1] ماہنامہ الفرقان، اگست ۱۹۸۸ء ص ۲۳، ۲۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لے تعارض و تضاد و فکری کا ایک شاہکار نہ کہا جائے تو کیا کہا جا سکتا ہے اس سلسلے میں مروی احادیث و آثار کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے ایک مسلک کو دین شگاف پیدا کرنے والی بات" قرار دینا اور اسل "پھوٹ ڈالنے، بڑی بات" کی قسم سے ہے۔ جہاں تک حج کے سبیل اللہ میں قطعی طور پر شامل ہونے کے بارے میں تفصیلی بحث پچھلے صفحات میں گزر چکی ہے۔

مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولف نے ابن العربی کی مذکورہ بالا عبارت نقل کر کے حج کے بارے میں بھی اوٹ پٹانگ قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے اس سے ان کی تشفی نہیں ہوئی، بلکہ انہیں یہ غم برابر کھائے جاتا ہے کہ بعض حدیثوں میں حج کو صراحتاً فی سبیل اللہ قرار دیا گیا ہے۔ اسے کس خانے میں فٹ کیا جائے؟ مگر اس سلسلے میں کوئی راستہ نہ پا کر انہوں نے اپنے زرخیز دماغ سے ایک نیا شوشہ گھڑ ہی لیا کہ "جہاں تک حدیث بالا کا تعلق ہے تو اس میں کیا استحالہ ہے کہ حج راہ خدا (سبیل اللہ) میں سے ہو۔ لیکن آیت میں سبیل اللہ سے مراد حج نہ ہو"[۱۵]

اس کو دین و شریعت کے مقابلے میں اپنی حیرانی و سرگرانی کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ اور اسی کو کہتے ہیں "کھسیانی بلی کھمبا نوچے"۔ ظاہر ہے کہ یہ نص کے مقابلے میں "قیاس فاسد" ہے جو اصولی اعتبار سے باطل ہے۔ کیونکہ یہ ارشاد رسول ﷺ کے مقابلے میں محض اپنی نفسانی خواہش کا اتباع ہے۔ بقول اقبال۔ ؎

پیچ ہے افکار سے ان مدرسے والوں کا ضمیر   خوب و ناخوب کی اس دور میں ہے کس کو تمیز

(جاری)

۱۵۔ ماہنامہ الفرقان، اگست ۱۹۵۸ء ص ۲۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عبدالرزاق کرد علی

۱۸۷۶ء ـــــــ ۱۹۵۳ء

فیضان احمد، شعبہ عربی، علی گڑھ

(۷)

۶ ـ الاسلام والحضارۃ العربیہ :-

اہل یورپ کچھ تو ناواقفیت اور زیادہ تر مذہبی و سیاسی اسباب و مصالح کی بنا پر مذہب اسلام اور اسلامی تہذیب و تمدن پر مدتوں سے جو حملے اور اعتراضات کرتے چلے آرہے تھے ان میں مذہبی تعصب کی کمی علم و تحقیق کی وجہ سے ہوگئی ہے اور خود یورپ کے علماء و محققین نے ان کی تردید میں کتابیں لکھی ہیں جن میں اسلام کی روحانی اور اخلاقی برکتوں، مسلمانوں کے تمدن کی عظمت اور برتری اور دنیا پر ان کے احسانات کا بھرپور اعتراف کیا ہے مگر اب بھی کبھی کبھی پرانی آواز کی صدائے بازگشت آتی رہتی ہے ۔

اسلامی تہذیب و تمدن اس کی تعلیمات و معتقدات پر مختلف علماء و محققین نے کتابیں لکھی ہیں ان میں کرد علی کی کتاب "الاسلام والحضارۃ العربیۃ"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک جامع اور مفید کتاب ہے کتاب میں یورپ کی مختلف زبانوں میں اسلام اور مسلمانوں کی موافقت اور مخالفت میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سب مصنف کی نگاہ میں ہے، چنانچہ انہوں نے ان تمام اعتراضات کا جائزہ لیا ہے جو اسلام اور اسلامی تہذیب پر عموماً کئے جاتے ہیں، اور ان کا تسلی بخش جواب دیا ہے اور اس سلسلے میں مسلمانوں کی علمی اور تمدنی تاریخ اور دنیا پر ان کے احسانات کی سرگزشت تحریر کردی ہے اس کے ساتھ ہی مغربی تہذیب کے تاریک گوشوں کو بھی بے نقاب کیا ہے اور یورپ کی پرفریب سیاست اور اس کی دہشت و بربریت کا بھی پردہ چاک کیا ہے اس طرح اس کتاب میں وہ تمام مسائل و مباحث موجود ہیں جو اس موضوع کے لئے ضروری ہیں مگر ان خوبیوں کے ساتھ اس میں بعض خامیاں بھی ہیں، جس کی طرف اشارہ کردینا ضروری ہے، اس زمانہ میں مغربی تہذیب اور اس کی مادی تمدنیوں کا ایسا رعب چھایا ہوا ہے کہ اس کے ناقدین بھی اس کے مادی مظاہر کے سامنے سپر ڈال دیتے ہیں اور یورپ کی تہذیب کو معیار اور اس کے تمدنی نظریوں کو مسلم مان کر اپنی تہذیب اور اپنے تمدنی نظریوں کو بھی اس رنگ میں رنگنے کی کوشش کرتے ہیں یہ کمزوری اس کتاب میں بھی ہے جو جا بجا نظر آتی ہے اور اسلامیت کے ساتھ عربی قومیت و وطنیت جذبات بھی موجود ہیں مگر خامیوں کے مقابلہ میں خوبیاں زیادہ ہیں اور مجموعی نظر سے یہ کتاب مفید ہے۔ [1]

۸۔ المذکرات:۔

۱۔ ملاحظہ ہو کتاب کے اردو ترجمے پر شاہ معین الدین صاحب کا مقدمہ، الکتاب ناشر دار المصنفین اعظم گڑھ سے
شائع [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ بیتی اور ذاتی ڈائری لکھنے کا رواج باذوق لوگوں میں عموماً رہا ہے۔ عظیم شخصیات اور بڑے بڑے ادباء کی بھی آپ بیتیاں جگ بیتیاں بن جاتی ہیں۔ کیونکہ اس میں ذاتی احوال و واقعات کے پس منظر میں اس دور کی بھرپور عکاسی ملتی ہے۔ اگر ہم ان مشاہیر کی آپ بیتیوں کی روشنی میں ان کے دور کی سماجی، سیاسی اور ادبی رجحانات کی تاریخ کا مرتب کرنا چاہیں تو آسانی کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مشاہیر کی آپ بیتیاں جہاں ان کی ذاتی شخصیت کی آئینہ دار ہوتی ہیں اسی کے ساتھ اپنے دور کی بہترین عکاسی بھی ہوتی ہیں اور ہر دور میں یکساں افادیت کی حامل ہوتی ہیں۔ اور لوگ مرور زمانہ کے باوجود پورے ذوق و شوق کے ساتھ اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اگر آپ بیتی یا ذاتی ڈائری کسی ایسے شخص کی ہو جو اپنے دور میں مختلف میدانوں سے تعلق رکھنے کے ساتھ ساتھ میدان ادب کا رمز شناس ہو تو سونے پر سہاگہ ہو جاتا ہے، آپ اس کے زبان و بیان کی حلاوت و شیرینی کے ساتھ جب اس کی ذاتی شخصیت اور اس کے دور کا مطالعہ کریں گے تو اس کی ادبیت کثافت و بوریت سے آپ کو کوسوں دور رکھے گی، جا بجا اس کے ادبی فقرے مزاحیہ چٹکلے آپ کے ذوق و وجدان کو لطف اندوز کرتے رہیں گے۔

کرد علی کی ذاتی ڈائری المذکرات جو چار جلدوں پر مشتمل ہے ان تمام خوبیوں سے متصف ہے جو ایک مکمل اور جامع آپ بیتی کے لئے ناگزیر ہے۔ کرد علی کی طرح مختلف لوگوں نے اپنی ذاتی ڈائری اور آپ بیتی لکھی ہیں مثلاً طٰہٰ حسین نے الایام، احمد امین نے حیاتی اور لطفی سید نے قصہ حیاتی لکھا ہے لیکن کرد علی کی اس ڈائری کی انفرادیت یہ ہے کہ اس نے اپنی سیرت و کردار کو اس میں کم سے کم پیش کیا ہے اور جو کچھ ہے بھی اس کی کڑیاں آپس میں ایک دوسرے سے مربوط نہیں ہیں بلکہ مختلف مراحل حیات، افعال و کردار کو منتشر اور پراگندہ شکلوں میں پیش کیا

© rasailojaraid.com

ہے اور نہ ہی ضرورت اور حالات کے تحت وہ محدود تھے ہیں۔ انھوں نے مذکرات میں اس بات کی کوشش کی ہے کہ اپنے متعلق کچھ نہ کہوں، لیکن مجبوری یہ ہے کہ جن حقائق کو میری آنکھوں نے دیکھا ہو، میرے کانوں نے سنا ہو، تو کیسے ممکن ہے کہ میں اپنی ذات کو اس سے جدا کروں اس لئے اس باب میں میں نے تاثرات کو پیش کرنے میں مغربی مصنفین کے طریقہ کار کی پیروی کی ہے۔[1] یہی وجہ ہے کہ کرد علی کی یہ تصنیف اسلوب بیان اور طرز نگارش کے لحاظ سے تمام کتابوں سے منفرد نوعیت کی حامل ہے جس کی طرف خود صاحب کتاب نے اشارہ کیا ہے۔ "میں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں، جن کی عظمت اس کے مضامین میں پنہاں ہے میں نے اپنے کو مولفین کے نقش قدم اور متاخرین و متقدمین کے طریقہ کار سے منحرف نہیں پایا لیکن اب میں ان گرانبار قیود سے رہائی چاہتا ہوں، جن کی پاسداری مدتوں کرتا رہا ہوں اور اس لئے بندھے طرز بیان سے دور ہونا چاہتا ہوں، آزاد، مطلق طرز نگارش اور اسلوب بیان اختیار کرنا چاہتا ہوں آج میں اس وقت اس طریقہ کار کو اپنا رہا ہوں جبکہ دنیا کے نشیب و فراز کو دیکھ چکا ہوں، اس کی ترشی اور تلخیوں کا مزہ چکھ چکا ہوں، یہی وجہ ہے کہ میں نے کہیں طنز و مزاح کے اسلوب اپنایا ہے تو کہیں آہ و بکا کا حقیقت تو یہ ہے کہ سنجیدگی سے میری زندگی تنگ آگئی ہے۔ ایک لمبی مدت تک اس حالت میں رہنے کی وجہ سے اضطرابی کیفیت پیدا ہو گئی ہے اور اب میری طبیعت زندگی کے ایک ہی ڈھرے پر رہتے رہتے اس سے بغاوت چاہتی ہے۔"[2]

۱۔ المذکرات ۱۲، کرد علی، ص ۳

۲: المذکرات ۱۲، کرد علی ص ۳، ۴